70177 ـ غیر مسلم بیوی کو اپنے دینی تہوار منانے سے روکنا

سوال

مسلمان شخص كى كيتھولك عيسائى بيوى كو اپنے دنيى تہوار منانے كى اجازت كيوں نہيں، حالانكہ وہ مسلمان سے شادى شدہ ہے اور اپنے عقيدہ پر بھى قائم ہے ؟
كيا اس عيسائى بيوى كو اپنے اعتقاد كے مطابق عبادت كرنے كى اجازت ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اگر عيسائى لڑكى كسى مسلمان شخص سے شادى پر راضى ہوتى ہے تو اسے درج ذيل امور كا علم ہونا ضرورى ہے:

اول:

معصيت و نافرمانى كے معاملات كے علاوہ باقى سب ميں بيوى كو خاوند كى اطاعت كا حكم ديا گيا ہے، اس ميں مسلمان اور غير مسلم بيوى ميں كوئى فرق نہيں، اس ليے جب خاوند اپنى مسلمان يا كافرہ بيوى كو معصيت و نافرمانى كى بجائے كوئى اور حكم دے تو بيوى كو اس كى اطاعت كرنا ہو گى، اللہ سبحانہ و تعالى نے مرد كے ليے عورت پر يہ حق ركھا ہے، كيونكہ گھر كى ذمہ دارى اور حكمرانى كا حق خاوند كو ديا گيا ہے، خاندانى زندگى اسى صورت ميں بہتر طور پر قائم رہ سكتى ہے جب گھرانے كے افراد ميں سے كسى ايك فرد كى بات مانى جاتى ہو اور اس كى اطاعت ہو.

ليكن ا سكا يہ معنى نہيں كہ آدمى تسلط اختيار كر جائے يا پھر اس حق كو بيوى اور اولاد كے ساتھ برا سلوك كرنے كے ليے بطور فرصت استعمال كرنا شروع كر دے، بلكہ اسے اصلاح اور بہترى كى كوشش كرنى چاہيے، اور ايك دوسرے سے مشورہ اور نصيحت كے طريقہ پر عمل كرنا ہوگا.

ليكن ازدواجى زندگى ميں كئى ايسے موڑ اور واقعات آتے ہيں جہاں كوئى فيصلہ كن بات كرنا ہوتى ہے، اور اس فيصلہ كو تسليم بھى كرنا پڑتا ہے، اس ليے ايك عيسائى لڑكى كو كسى مسلمان شخص سے شادى كرنے سے قبل اسے مدنظر ركھنا چاہيے اور اس پر ضرور غور كرنا چاہيے كہ اس حالت ميں اسے خاوند كى بات تسليم كرنا ہوگى.

دوم:

دین اسلام نے کسی یہودی اور عیسائی لڑکی سے شادی کرنا مباح کیا ہے اس کا یہ معنی ہوا کہ عورت کے یہودیت اور عیسائیت پر قائم رہتے ہوئے شادی کی جائیگی، اور اسے دین اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا، اور نہ ہی اسے اپنے دین کی عبادت کرنے سے روکا جائیگا.

لیکن خاوند کو یہ ضرور حق حاصل ہے کہ وہ اسے گھر سے باہر جانے سے روکے، چاہے وہ چرچ جانا چاہے تو بھی خاوند اسے روک سکتا ہے، کیونکہ بیوی کو اپنے خاوند کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اور خاوند کو یہ بھی حق ہے کہ گھر میں کسی اعلانیہ برائی کرنے سے روکے، مثلا گھر میں صلیب نصب کرنا، اور ناقوس بجانے سے روکےگا.

اور اسی طرح بدعتی تہوار منانا مثلا عیسی علیہ السلام کی میلاد، کیونکہ یہ دین اسلام میں ایک بری اور منکر چیز ہے، یہی نہیں کہ ایک کے لیے بلکہ دونوں کے لیے نہ تو وہ عیسی علیہ السلام کی میلاد منا سکتی ہے، اور نہ ہی خاوند نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد منا سکتا ہے، کیونکہ دین اسلام میں اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں ملتی.

اور اسی طرح مدر ڈے منانا بھی بدعت ہے، اس کے علاوہ ہر وہ عمل جس کے بارہ میں غلط اعتقاد رکھا جاتا ہو مثلا یہ اعتقاد رکھنا کہ عیسی علیہ السلام کو سولی دی گئی اور انہیں قتل کر دیا یا اور قبر میں دفنایا گیا تو وہ پھر زندہ ہو گئے.

حالانکہ حقیقت تو یہی ہے کہ عیسی علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہے سولی پر لٹکایا گیا، بلکہ انہیں زندہ سلامت آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا.

آپ مزید تفصیل دیکھنے کے لیے سوال نمبر (10277) اور (43148) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

خاوند کو حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی عیسائی بیوی پر اس اعتقاد کو ترک کرنے پر مجبور کرے، لیکن خاوند کو یہ حق ضرور ہے کہ وہ اس اعتقاد کو گھر میں اعلانیہ طور پر ظاہر نہ کرے، اور بچوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنے دے، اس لیے عیسائی بیوی کا اپنے دین پر قائم رہنے اور گھر میں برائی اور غلط قسم کے اعتقادات کا اظہار نہ کرنے دینے میں فرق کرنا ضروری ہے.

اسی طرح اگر خاوند اور بیوی مسلمان ہوں، اور بیوی کسی چیز کی اباحت کا اعتقاد رکھتی ہو لیکن خاوند اس کی

حرمت كا اعتقاد ركھے تو اس حالت ميں بھى خاوند كو اسے منع كرنے كا حق حاصل ہے، كيونكہ وہ گھر كا حاكم و نگران ہے اور جسے وہ غلط سمجھتا ہے اسے روكنے كا حق ہے.

سوم:

جمہور اہل علم كہتے ہيں كہ كفار بھى شرعى فروعات كے مخاطب ہيں انہيں بھى اس پر عمل كرنے كا خطاب ہے، اور اس كے ساتھ ساتھ وہ ايمان لانے كے بھى مخاطب ہيں، اس كا معنى يہ ہوا كہ جو چيز ايك مسلمان شخص پر حرام ہے وہ كافر پر بھى حرام ہوگى، مثلا شراب نوشى، اور خنزير كا گوشت كھانا اور بدعات ايجاد اور ان كى ترويج يا پھر بدعات والے تہوار منانا بھى حرام ہوگا.

اس ليے خاوند كو چاہيے كہ وہ درج ذيل فرمان بارى تعالى كے عموم پر عمل كرتے ہوئے اپنى بيوى كو ايسى غلط اور حرام اشياء كے ارتكاب سے منع كرے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے ايمان والو اپنے آپ اور اپنے اہل و عيال كو جہنم كى اس آگ سے بچاؤ جس كا ايندھن لوگ اور پتھر ہيں التحريم (6).

اس سے صرف اس كا وہ اعتقاد اور عبادت مستثنى ہوگا جو اس كے دين ميں مشروع ہے، مثلا اس كى نماز اور واجب كردہ روزہ، خاوند اس سے عيسائى بيوى كو روك نہيں سكتا، اس كےدين ميں نہ تو شراب نوشى كرنا حلال ہے، اور نہ ہى خنزير كا گوشت كھانا، اور نہ ہى بدعات والے تہوار منانا جنہيں راہبوں اور پادريوں نے خود ايجاد كر ركھا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" خاوند كے ليے بيوى كو چرچ اور معبد خانوں ميں جانے سے روكنے كا حق حاصل ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے ايك شخص كى نصرانى بيوى كے بارہ ميں يہى بيان كرتے ہوئے كہا: وہ اسے عيسائيوں كے تہوار يا چرچ ميں جانے كى اجازت مت دے "

اور ان سے ايسے شخص كے بارہ ميں دريافت كيا گيا جس كى لونڈى عيسائى تھى كہ آيا مالك سے تہواروں اور چرچ اور ان كے اجتماعات ميں جانے سے روك سكتا ہے يا نہيں؟

تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اسے وہ اجازت نہ دے "

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کی وجہ یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کی کفریہ اسباب میں معاونت نہ کر سکے، اور کفریہ شعار کی اجازت نہ دے سکے "

ان کا یہ بھی کہنا ہے: لیکن خاوند اسے اس روزے سے نہیں روك سکتا جس کے وجوب کا اعتقاد رکھتی ہے، چاہے اس وقت اسے بیوی سے استمتاع کا حق بھی نہ حاصل ہو سکے اور رہ جائے، اور نہ ہی وہ وہ گھر میں بیوی کو مشرق (یعنی بیت المقدس) کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنے سے روکےگا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانی عیسائیوں کو اپنی مسجد میں ان کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا " انتہی

دیکھیں: احکام اھل الذمۃ (2 / 819 - 823).

نجرانی عیسائیوں کے وفد کا مسجد نبوی میں اپنے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کا واقعہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں بھی ذکر کیا ہے، اور محققین حضرات نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں، لیکن یہ روایت منقطع ہے " یعنی اس کی سند ضعیف ہے " انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 629).

مزید آپ سوال نمبر (3320) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .